گلشن مدحت

قصیدہ در مدح حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام

سید الشعراء قائم مہدی نقوی ساحرؔ اجتہادی، کراچی

ہرا ہے گلشنِ مدحت بہ فیضِ ربِّ قدیر
خدا جو چاہے تو سرسبز ہو مری تحریر

مئے ثنا کی گھٹا ٹوٹ ٹوٹ کر برسے
قلم چلے سرِ قرطاس مثلِ ابرِ مطیر

رَوِش رَوِش پہ کِھل اُٹھّیں جو رنگ رنگ کے پھول
تو دشتِ فکر ہو صَد رشکِ خطۂ کشمیر

چلے تو فکر کے غنچوں کو گدگداتا ہوا
قلم بھی مثلِ نسیمِ سَحَر ہو شوخ و شریر

ہو برگِ گل پہ رگِ گل سے وہ بنت کاری
کہ جیسے دامنِ گُل پر ہوں آیتیں تحریر

بھرے ہوئے ہوں کٹورے گلوں کے شبنم سے
کہ جیسے ساغرِ مدحت میں بادۂ تطہیر

سرور و کیف میں جھوم اُٹھّیں شاہدانِ چمن
دکھا دے قطرۂ شبنم شراب کی تاثیر

لُٹائیں لالہ و گُل رنگ و بُوٗ بہ فیضِ بہار
کوئی گُلال اُڑائے چمن میں، کوئی عبیر

کریں جو گلشنِ مدحت کی سیر اہلِ نظر
چمن کا حسن ہو ہر گام اُن کا دامنگیر

کہیں پہ نرگسِ شہلا کی آنکھ کا جادو
کرے خود اہلِ چمن کے دل و نظر تسخیر

کہیں پہ تھام لے دامن نظر کا دستِ حنا
کہیں پہ گیسوئے سُنبل ہوں پاؤں کی زنجیر

کسی کو سبز قبایانِ گلشنِ مدحت
خود اپنے دامِ محبت میں کر رہے ہوں اسیر

چمن کا رنگ قفس سے جو دیکھ لیں طائر
لگائیں شوقِ رہائی میں نعرۂ تکبیر

جو رکھ دیں سامنے گُل کے مرقعِ بلبل
تو مَست ہو کے چہک اُٹھے طائرِ تصویر

اِدھر تو گلشنِ تخیّل میں یہ جوشِ بہار
اُدھر کھلا ہے درِ میکدہ بہشت نظیر

بہ شوقِ جلوۂ ساقی ہے میکدہ میں ہجوم
ہر ایک سمت ہے رندوں کا ایک جمِ غفیر

ہے آج دور میں وہ بادۂ وِلا پیہم
کہ جس کے نشّہ سے ہوتی ہے نفس کی تطہیر

اسی کے کیف سے سرشار میرِ میخانہ
اِسی کے نشّہ سے مخمور میکشانِ غدیر

اسی شراب کا پینا دلیل ایماں ہے
اِسی کے جام پلانے میں ہے ثوابِ کثیر

اِسی کا نشّہ تو امن و اماں کا ضامن ہے
اِسی کی موج ہے قرطاسِ صلح کی تحریر

اِسی میں ڈوب کے نکھرا ہے آدمی کا شعور
اِسی کے چھینٹوں سے زندہ ہوئے ہیں مردہ ضمیر

اِسی کی موجوں پہ چلتی ہے کشتیِ تخیّل
اسی کے قطروں سے بنتی ہے فکر کی زنجیر

اسی شراب سے دھویا گیا ہے دل میرا ۔ اسی شراب سے گوندھا گیا ہے میرا خمیر
اسی کے نشّہ میں ہر تلخیِ حیات کو بھی ۔ میں پی گیا ہوں سمجھ کر شراب و شکّر و شیر
اسی سے لکھّوں جو ساقی کے لعل کی مدحت ۔ مرے قلم سے ٹپکنے لگے شرابِ غدیر
اِسی شراب کے نشّہ کا یہ تقاضہ ہے ۔ کہ جانِ ساقیِ خُم کی ثنا کروں تحریر
ہوئی ہے سیرِ گلستانِ فکر جی بھر کے ۔ کہاں تک اب یہ بہار و شراب کی تقریر
بس اب جھُکا دے قلم سر بسجدۂ مدحت ۔ کہیں نمازِ مودّت میں ہو نہ اب تاخیر
مگر یہ فکر ہے، مجھ کو کہاں یہ تاب و مجال ۔ کہ ایک مصحفِ ناطق کی میں لکھوں تفسیر
چلا تو سکتا ہوں میں نظم مُلکِ مدحت کا ۔ ہوں جبرئیلؑ جو حکمِ خدا سے میرے مُشیر
ہر ایک مصرعِ مدحت ہو مدح کی آیت ۔ کروں جو لوحِ تخیّل پہ ''یا علیؑ'' تحریر
نظر میں یوسفِ مصرِ علیؑ کا ہے جلوہ ۔ ہوئی ہے جب تو زلیخائے مدح دامنگیر
برائے مدحِ دل و جانِ مولدِ کعبہ ۔ اذانِ کعبۂ مدحت ہوئی قلم کی صریر
حسنؑ کی مدح جو قرطاس پر لکھی میں نے ۔ تو بوستانِ سخن ہوگیا بہشت نظیر
وہ مصرعے آگئے مطلع میں اب برابر کے ۔ کہ جیسے ہوں سرِ منبر بہم انیسؔ و دبیرؔ
حسن کی مدح کہاں اور کہاں یہ مُجھ سا حقیر ۔ نہ میں رسولؐ خدا ہوں نہ میں جنابِ امیرؑ
حسنؑ سا لعل ملا جو بفضلِ ربِّ قدیر ۔ امیر ہوگئے پاکر اسے جناب امیرؑ
وہ جس کی مدح و ثنا خود کرے خدائے قدیر ۔ ہے اس کی مدح کا دعویٰ بجائے خود تقصیر
یہ فاطمہؑ کو وہ دولت پسر کی ہاتھ آئی ۔ کہ جس کے سامنے دولت ہے کُل جہاں کی حقیر
پسر کو دیکھ کے کھِل اُٹھا روئے پیغمبرؐ ۔ بہت تھے طعنۂ اعداء سے آج تک دلگیر
ہیں دستِ پاکِ محمدؐ پہ اس طرح سے حسنؑ ۔ کہ جیسے دین کے ہاتھوں میں زندگی کی لکیر
اِدھر نگاہِ نبیؐ میں حسنؑ اُدھر قرآں ۔ ہے ایک زانو پر آئینہ ایک پر تصویر
نبیؐ کی بزم کا پہلا شریک آیا ہے ۔ سجا رہی ہے مشیّت جو محفلِ تطہیر
حسن ہیں کتنے مشابہ رسولِ اکرمؐ سے ۔ ہو جیسے دستِ محمدؐ میں اپنی ہی تصویر
ضیائے عارضِ پُر نور ہے بیاضِ سحر ۔ جبینِ پاک کا خط ہے کہ روشنی کی لکیر
ہے اِن کی ننّھی سی مُٹھّی میں زُلفِ پیغمبرؐ ۔ انھیں کے ہاتھ ہے گویا رضائے ربّ قدیر
یہ اپنے عہد میں مثلِ علیؑ امامِ ہدیٰ ۔ یہ اپنے دَور میں مثلِ نبیؐ بشیر و نذیر
جہاں نے خُلقِ نبیؐ کو کہا ہے خُلقِ حسن ۔ وہ بے نظیر ہے، خلقِ حسنؑ ہے اُس کی نظیر
بچھا ہوا ہے وہ اِن کے کرم کا دسترخوان ۔ کہ جس سے لیتے ہیں رزقِ حیات امیر وفقیر
یہی ہیں جنگ کے میداں میں امن کے داعی ۔ یہی ہیں شام کی ظلمت میں روشنی کے سفیر
یہ معجزہ ہے کہ سائل کا خط نہیں کھولا ۔ مگر جواب اُسی خط میں کردیا تحریر

وہ جس کی گونج ہے کرب و بلا کے میدان تک — ہے ان کی خامشی اک ایسی پُر اثر تقریر
حسنؑ کے صبر کا کیا امتحان لیتے ہیں — کبھی زبان کے ناوک کبھی کمان کے تیر
حسنؑ کے صبر کی عظمت اِسی سے ظاہر ہے — ہیں چھوٹے بھائی انھیں کے تو حضرتِ شبیرؑ
ملوکیت کے مظالم سے جاں بلب اسلام — پناہ کے لئے ہے اب انھیں کا دامنگیر
شہی کے دعویِ اسلام کا کھُلے گا بھرم — حسنؑ کا حسنِ تدبر ہے صلح کی تدبیر
جو صلح نامے کی صورت میں لکھ رہے تھے حسنؑ — وہ نسخہ ہوگیا اسلام کے لئے اکسیر
حسنؑ نے مہر نہیں کی یہ صلح نامہ پر — امان نامۂ اسلام کردیا تحریر
ملوکیت نے بجادی تھی اس کی اینٹ سے اینٹ — نئے سرے سے ہوا قصرِ دینِ حق تعمیر
حسنؑ کی صلح کی شرطوں پہ کیجئے تو نظر — حدیبیہ میں بھی ان کی نہ مل سکے گی نظیر
جو صلح نامہ پہ کی مہر تو کھُلا، ورنہ — نقاب تھی رُخِ باطل پہ تادمِ تحریر
جدا کیا ہے خلافت سے اُس نے شاہی کو — ہے درمیان میں تنسیخِ صلح کی جو لکیر
قصیدہ سُن کے یہ مولاؑ نے مجھ سے اے ساحرؔ — معاف کردی مری زندگی کی ہر تقصیر

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتحادِ ملت کی ضرورت کیوں؟

میں اپنے آقاؤں سے ملنے بھی گئے، جس نے آگ پر پٹرول کا کام کیا اور مظاہرے اتنے بڑھ گئے کہ صدر باقییف کو راجدھانی بشکیک میں ہنگامی حالات کے قوانین نافذ کرنے پڑے، لیکن حالات تب بھی قابو میں نہیں آئے تو ان کو ملک چھوڑ کر پڑوسی ریاست قزاخستان میں پناہ لینی پڑی اور ملک کی صدارت سابق وزیر خارجہ محترمہ روزہ عتون بائیوا نے سنبھال لی۔ مفرور صدر باقییف کے قزاخستان جانے کے بعد ان کے حامیوں نے ۳ارمئی کو جلال آباد، اوش اور باتکین شہر کی سرکاری عمارتوں پر قبضہ کرلیا اور جلال آباد کے گورنر کو اغوا کرلیا، جس کے بعد فسادات کا سلسلہ سا شروع ہوگیا اور جون کے پہلے ہفتہ میں نسلی فسادات شروع ہوگئے۔ ان فسادات کو نسلی فساد میں تبدیل کروانے کے پیچھے بھی ضرور سی۔ آئی۔ اے۔ کی سازش ہوسکتی ہے۔ وہاں کرغز نسل کے لوگوں کا تناسب ۶۵ فیصد ہے اور ازبیک نسل کے لوگ صرف ۱۴ر فیصد ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اس فساد کی آڑ میں امریکہ دشمنی کی لہر دبانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۱۶رجون ۲۰۱۰ء)

✡✡✡